

ریٹنگز بھولنا، نہیں کار گیر بیٹھا رہے گا ورنہ.....

ستارہ: آپ فکر نہ کریں۔

جنجوعہ: خدا حافظ۔

ستارہ: خدا حافظ!!

(آرکیٹیکٹ جاتا۔ اب اندھا باپ آتا ہے۔)

عاصم: چابی باجی!

باپ: اسے چابی مت دینا ستارہ۔

ستارہ: کیوں اباجی؟

باپ: بس..... میں جو کہہ رہا ہوں۔

عاصم: اباجی! آپ مجھے اس قدر ناپسند کرتے ہیں تو ایک بار کہہ کیوں نہیں دیتے! میں

یہاں سے چلا جاؤں کہیں..... منہ کالا کروں کہیں اور جا کر۔

ستارہ: بس بس، بس عاصم!

عاصم: آپ انصاف کریں باجی جی۔ خدا کے لیے! میں جو کچھ بھی کروں، انہیں اچھا نہیں

لگتا۔ آپ ایمان سے اپنے دل پر ہاتھ کر رکھ کہیں اباجی، آپ کو اچھا لگتا ہے؟

(فلی میں سر ہلاتا ہے۔)

عاصم: دیکھا دیکھا، دیکھا آپ نے باجی جی..... یعنی اب تک یہ غصہ پال رہے ہیں۔ میرے

خلاف۔ (جیب سے رومال نکال کر) کوئی کبھی بی اے میں فیل نہ ہو جائے۔ اللہ

میاں جی!

باپ: بی اے میں فیل ہونا اصل وجہ نہیں ہے۔ عاصم، وجہ صرف اتنی ہے کہ..... تمہیں

ستارہ سے ہمدردی نہیں ہے۔

عاصم: یہ ہماری بد قسمتی ہے اباجی کہ آپ کو ہماری ہمدردی نظر نہیں آتی۔

باپ: فیل ہونا دو قسم کا ہے..... ایک فیل ہونا وہ ہے عاصم جب آدمی سب کچھ کرنے

کرانے کے بعد تقدیر اُفیل ہو جاتا ہے، ایک فیل ہونا وہ ہے جب آدمی خواہ اپنی

بدنیتی سے پاس ہونا نہیں چاہتا۔

- عاصم: اچھا جی آپ سچے ہم جھوٹے!
- باپ: کتنی آسانی سے تمہیں چھٹی مل جاتی ہے..... کتنے مزے سے تم ہتھیار ڈال کر بڑی بک بک سے نکل جاتے ہو۔
- عاصم: اچھا جی آپ چاہتے ہیں کیا اباجی؟
- باپ: میں چاہتا ہوں کہ تم کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرو۔
- عاصم: اباجی جی چاہتی ہیں کہ میں بی اے کا امتحان دوں، آپا چاہتی ہیں کہ پاسپورٹ بنوا کر سعودی عرب چلا جاؤں، نگینہ یہ چاہتی ہے کہ میں ہیئر سٹائل بدل کر ایکٹر بن جاؤں، آپ چاہتے ہیں کہ میں بغیر پیسے کے کوئی کاروبار شروع کر لوں..... پہلے آپ سب مل کر فیصلہ کر لیجئے، پھر جو اکثریت کی رائے ہوگی، میں وہی کروں گا۔
- (اس دوران ستارہ اشارے کرتی ہے کہ ”خاموش رہو۔“)
- ابا: تم نے سب کی مرضی گنوائی ہے، صرف اپنی مرضی نہیں بتائی۔
- عاصم: میرا جی چاہتا ہے کہ نڈ کروا کے، ہاتھ میں سوٹالے کر، لمبا سیاہ کرتا پہن کر شاہ دولے شاہ کے چوہوں میں شامل ہو جاؤں۔
- ستارہ: ہائے خدا نہ کرے!
- ابا: تمہاری نیت صاف ہوتی تو راستہ یہ بھی برا نہ تھا۔
- ستارہ: جانے دیں اباجی!
- ابا: مجھے تو پہلے ہی کچھ پتا نہیں چلتا ستارہ کہ سمت کون سی ہے.....؟ ہر راستہ ہر سمت ہر کھلا دروازہ آخر کار اندھیرے پر ختم ہوتا ہے۔
- عاصم: جب آپ کے سارے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں۔ اباجی تو آپ اپنی بے بسی کی بندوق سے فار کرتے ہیں..... سارے ماں باپوں کا یہی حال ہے..... لیکن آپ کی بندوق دونالی ہے۔ کبھی خطا نہیں جاتا آپ کا نشانہ!
- ستارہ: تم چپ نہیں کرو گے عاصم!
- عاصم: کروں گا..... اگر مجھے چابی دے دیں۔
- باپ: اسے چابی مت دینا ستارہ۔

(ستارہ عاصم کو اشارے سے سمجھاتی ہے کہ چابی اس کے پرس میں ہے، پرس الماری میں ہے۔ عاصم ہر تنوں والی الماری کھول کر پرس نکلتا ہے اور چابی لے کر چلا جاتا ہے)

چلا گیا؟

باپ:

جی چلا گیا!

ستارہ:

چابی کا پتہ دے دیا اسے؟

باپ:

(آہستہ) جی ابا جی!

ستارہ:

کبھی کبھی تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ ستارہ کہ تو نے شاگردی کا حق ادا کر دیا۔ تو میری اصلی بیٹی نہیں پھر بھی تو میری بو لگی اولاد کی اتنی طرف داری کرتی

باپ:

ہے..... لیکن کبھی کبھی رنج بھی ہوتا ہے کہ..... کہ شاید تو زیادتی کر رہی ہے انہیں بگاڑ کر۔

قدرتی بات ہے ابا جی!

ستارہ:

ستارہ!

باپ:

جی ابا جی۔

ستارہ:

کبھی خواب دیکھتی ہے تو؟

باپ:

بہت.....!

ستارہ:

بھلا آج تو نے کیا خواب دیکھا تھا.....؟

باپ:

کٹ

سین 6 ان ڈور رات

(ستارہ اپنے بیڈ روم میں پلنگ پر ناٹھی پہنے اونڈھی لیٹی ہے اور فون کر رہی ہے۔)

(اس فون کے دوران دوسری جانب فون پر عاشی ہے اسے بھی بار بار تصویر میں

دکھایا جاتا ہے۔)

ستارہ: نہیں بابا!..... آج چھٹی تھی میں کسی ریکارڈنگ پر نہیں گئی۔ ہاں..... ہاں..... میں نے خود اخبار میں پڑھا ہے۔ کمینی عاشی، تیرا سکیڈل اخباروں میں چھپ رہا ہے اور مجھے خبر ای نہیں..... چل بے ایمان! تیری اور اس کی تصویر بھی چھپی تھی (سوچ کر) تصویر کے نیچے لکھا تھا ”عاشی اور جمال کواڑ کے سیٹ پر..... زندگی کے نئے موڑ پر ”پچی، اچھا..... ابھی رسالہ میرے پاس تھا..... hold on..... (اٹھ کر ایک رسالہ سائیڈ کی میز پر سے تلاش کر کے لاتی ہے۔)

(رسالے پر عاشی اور جمال کی تصویر..... کواڑ کا سیٹ)

یہ تیری اور اس مجمل جمال کی تصویر ہے، کواڑ والے سیٹ کی اور اوپر بڑا بڑا لکھا ہے..... ”جمال کا دل عاشی کے قدموں میں“ (ہنسی ہے) لے ڈرنے کی کیا بات ہے اس میں۔ مجھے جمال جیسا آدمی ملے تو میں تو..... نیاز دوں گی ارمیں والے کی ہر مینے..... پچی! (دکھ سے) ہمیں یار سکیڈل سے کیا بنتا ہے..... کسی سکیڈل سے دل تھوڑی آباد ہو جاتا ہے..... بس ٹھیک ہے..... اچھا! So long!

(فون کا چونکا رہتی ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر وہ فضا میں دیکھتی رہتی ہے۔ پھر اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ بہت ہلکی پھلکی گھنٹیاں بجتی ہیں۔ اس کے ہاتھ کہیں کہیں بانسری کا کوئی نوٹ بجاتا ہے۔ پھر وہ بالکل سرگوشی کرنے کے انداز میں گاتی ہے۔)

ستارہ: کاگاسب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس  
یہ نیناں مت کھائیو موہے پیالمن کی آس  
(اس پر فون کی آواز آتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: ہیلو!..... کون؟ اچھا افتخار.....

Now what is it?..... کیا کیا؟ ارے نہیں بھائی..... تم کیوں شہر کی فکر میں دبلے ہو رہے ہو.....؟ فریب؟ میں کسی کا فریب نہیں کھاؤں گی افتخار.....  
(دوسری طرف افتخار کو فون پکڑے دکھاتے ہیں)

(لیٹ جاتی ہے، جیسے غور سے سن رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔)

غور سے سننے کا وقفہ) افتخار! ہم آرٹسٹ لوگ کسی کا فریب نہیں کھاتے، ہم تو خود اپنے آپ کو فریب دینے کے اس قدر عادی ہوتے ہیں۔ ہمیں موت نہیں مارتی، ہم خود اپنے آپ کو ختم کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ (وقفہ) افتخار! ہمارا کوئی دشمن نہیں ہوتا جان من..... ہم لوگ خود اپنے دشمن ہوتے ہیں۔ اگر سارے زمانے کی خدائی ہماری جھولی میں ڈال دی جائے تو بھی ہم آوارہ رہیں گے، سرگرداں رہیں گے..... جیسے ہرن اپنے ہی مشک نافے پر مست ہو کر صحر اؤں میں پھرتا ہے..... اٹھ کر دیکھوں؟ (اٹھتی ہے کھڑکی تک جاتی ہے۔ باہر دیکھتی ہے، پھر فون اٹھا کر) ہاں..... چاندھے..... آسمان پر..... لیکن سردی ہے۔ میں.....؟ (آنسوؤں سے بھرے لہجے میں) افتخار تم خیر خواہ ہو میرے..... سچ بتاؤں! جس طرح چاندنی رات میں کوئی جوان سال چیتا چٹانوں پر چڑھتا ہے..... ایسے ہی..... بالکل ایسے ہی راتوں کے پچھلے پہر ایک خیال میرے دل کے جنگل میں روند کو نکلتا ہے۔ ایک عام زندگی عام عورت کا خیال۔ (آنسو اس کی گالوں پر بہتے ہیں) اچھا..... اچھا..... تھینک یو..... ٹھیک ہے..... میرے پلنگ سے چاند ویسے بھی او جھل ہے..... تھینک یو..... شکریہ.....! (فون رکھتی ہے)

(اب وہ بالکل Matter of fact ہو چکی ہے۔ لپٹتی ہے اذروہی دوہا جو شروع میں گنگنار ہی تھی گنگنائی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے وہ فون اٹھاتی ہے۔)

جی جی..... نہیں جی..... نمیں جنجوعہ صاحب، وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ امیر آدمی ہے یا غریب آدمی ہے، اس بات سے سروکار نہیں ہے۔ سر..... بات ہے کہ میں اس کی Payment نہیں کروں گی..... ناں جی آدمی Payment کو کہہ رہے ہیں، میں کس چیز کی Payment کروں۔ جنجوعہ صاحب، آپ انصاف کریں ناں! جتنی وائرنگ اس نے کی، وہ ساری دوبارہ کروانی پڑی۔ اس بات کی Payment؟ نہیں جی، آئی ایم سوری۔ میں ایک Dishonest آدمی کو ایک ٹکا نہیں دے سکتی، نو، تھینک یو سر..... ایک Penny نہیں..... شب بخیر!

(فون رکھتی ہے۔ پھر جا کر کھڑکی بند کرتی ہے۔ ایک گولی بوتل سے نکال کر پانی

گلاس میں ڈالتی ہے۔ گولی نکلتی ہے۔ سر جھٹکتی ہے۔ مسکراتی ہے، گویا اپنے آپ کو سمجھا رہی ہو۔

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(فلمی دنیا کا ایک فنکشن۔ اس سین کا حسن اسی میں ہے کہ فلمی دنیا کی کسی پارٹی میں ستارہ اور سکندر کی شمولیت دکھائی جائے۔ ستارہ اور سکندر سٹوڈیو میں کار پر آتے ہیں۔ ستارہ کار ڈرائیو کر رہی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔)

کٹ

(اسی سین سے منسلک ستارہ اور سکندر مشہور ایکٹروں کے مجمع میں۔)

کٹ

(دونوں کھانے میں مشغول ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ سکندر باتیں کرتا ہے۔ ستارہ ہنستی ہے۔ سکندر بڑے self-conscious انداز سے باتیں کرتا ہے، جیسے کوئی اپنے مرتبی کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(اندھا باپ تان پورہ لے کر بیٹہ ہے۔ پاس ماسٹر لطیف طبلہ بجا رہا ہے۔ سامنے ستارہ اور

سکندر بیٹھے ہیں۔ پکا گانا پر یکٹس کر رہے ہیں۔ اس گانے میں ٹھمری کا رنگ ہونا چاہیے۔  
سکندر دو ایک مرتبہ رکتا ہے۔ اگلتا ہے، لیکن ستارہ اس کی ہمت بڑھاتی ہے۔ اس ٹھمری  
کے بولوں میں کچھ ایسا رنگ ہونا چاہیے:

پیانا نام کا دیا جلا ہے ساری رات

گانا کچھ دیر جاری رہتا ہے۔ پھر اندھا باپ تان پورہ رکھتا ہے اور سکندر سے کہتا ہے (باپ:  
بیٹا سر پور الگایا کرو۔ کم سرا ہونا ایسے ہی ہے جیسے آگ تو ہو لیکن گرمی نہ ہو.....  
(سکندر شرمندہ ہو کر اپنے ناخن کاٹتا ہے۔)  
اباجی میں ذرا سکندر کو پورچ تک چھوڑ آؤں۔ ستارہ:  
سلام علیکم جی۔ سکندر:

(سکندر اور ستارہ دونوں جاتے ہیں۔ لطیف اپنی واسکٹ کی جیبوں میں کچھ تلاش کرتا ہے۔  
پھر جیب سے ایک پڑیا نکال کر باپ کو پیش کرتا ہے۔)

مجھے بھی ساتھ لے جاتے لطیف! باپ:  
اوہ جی سائیں لے جاتا، ضرور لے جاتا لیکن آخری وقت فیروزہ ضد کرنے لگی بلکہ  
بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ لطیف:

اچھا اچھا..... یہ تو اچھا کیا..... بچے اچھی کتاب پڑھیں، اچھی صحبت میں رہیں..... باپ:  
اتنی فکر ہی ماں باپ کو کرنی چاہیے..... باقی سب کچھ کا اللہ مالک ہے۔

کوئی قوالی ہوئی جی رات وہاں..... ایک ٹولی نے جندرے توڑ دیئے سرکار والوں  
کے دو آدمیوں کو تو حال پڑ گیا۔ لطیف:

(آہ بھر کر) اپنے اپنے حصے کی توفیق ہے ماسٹر جی۔ باپ:

یہ کون ہے..... یہ لونڈا؟ لطیف:

ستارہ کے ساتھ ایک فلم میں گانے گا رہا ہے۔ شاید کو اڑ نام ہے۔ باپ:

گانا تو اس کا ماٹھا ہے، جناب لیکن پیشانی اس کی چمک دار ہے..... نام پیدا کرے گا۔ لطیف:

ہاں، لگتا ہے! باپ:

حضور اب یہ بھی کوئی طے نہیں کہ شہرت کس کو ملتی ہے! اپنے استاد فنیہ محمد کا  
لطیف:

بیٹا..... لے کو وہ بیچانے، سر کا وہ بادشاہ، آواز میں وہ سوز کہ پرندے سنیں تو گھروں کو لوٹ جانا بھولیں سرکار۔ جناب میری آج کل ورق کوٹنے والوں کے ہاں ملازم ہے۔ سارا دن (ورق کوٹنے کا اشارہ) جو اللہ سچے کو منظور.....! (آہستہ) بی بی اس کی مدد کر رہی ہے؟

باپ: ہاں..... کر رہی ہے۔

لطیف: ورنہ ایسوں کو کون پوچھتا ہے انڈسٹری میں۔ بڑی رحم دل ہے بی بی! (آہستہ) کوئی پیسہ ویسہ تو نہیں دے رکھا ہے؟

باپ: پتا نہیں۔

لطیف: اس حد تک تو ٹھیک ہے نا کہ انسان دوستی ہو لیکن انڈسٹری میں لین دین نہیں چلتا جناب۔ ادھار شودھار سے بچنا چاہیے۔

باپ: ستارہ کی مرضی ہے!

لطیف: میں حکیم صاحب کی بیٹھک پر آج جاؤں گا۔ آپ کے لیے معجون لے آؤں؟

باپ: ابھی تو پہلی ختم نہیں ہوئی۔ (جیب سے پیسے نکال کر) تھوڑی سی ملٹھی لے آنا ستارہ کے لیے۔

لطیف: ناں جی، اتنی سی چیز کے لیے پیسے نہ دیں مجھے۔ اس چوکھٹ کے بڑے احسان ہیں مجھ پر..... اچھا سائیں، خدا حافظ! اللہ برکتیں دے..... خوش رکھے..... نین پران سلامت رکھے.....

(جاتا ہے۔ ادھر سے ستارہ آتی ہے۔ وہ گنگنا رہی ہے ”پیانام کا دیا جلا ہے ساری رات“.....)

جانا چاہتی ہے باپ آواز دیتا ہے۔)

باپ: ستارہ!

ستارہ: جی ابا جی۔

باپ: یہ تان پورہ رکھ دے بیٹی۔

(ستارہ تان پورہ اٹھا کر کونے میں رکھتی ہے۔)

باپ: تو نے سرگیں لگانی چھوڑ دی ہیں ستارہ۔



ستارہ: (ذرا گھبرا کر) اباجی آپ کا کیا خیال ہے۔ میں کیا کرتی رہتی ہوں۔ اور تاج لگائیں تو کم از کم دو گانے روز ریکارڈ کراتی ہوں۔ پھر آپ کے ساتھ پریکٹس کرتی ہوں۔ رات کو سونے سے پہلے گھنٹہ، دو گھنٹہ موسیقی سنتی ہوں۔ خدا قسم مجھے تو کبھی کبھی ہفتہ ہفتہ بال شیمپو کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ میرے تو ناخن ٹوٹ جاتے ہیں، انہیں کاٹنے کا وقت نہیں ملتا۔

باپ: تو آج کل رہتی کہاں یا ستارہ؟

ستارہ: یہاں..... یا پھر سٹوڈیو..... اور کہاں؟

باپ: (دکھ سے) اچھا..... مجھے بہت فکر رہتا ہے تیرا!

ستارہ: آپ میری فکر نہ کیا کریں اباجی، میں ٹھیک ہوں بالکل۔

باپ: تو ضرور ٹھیک ہوگی، لیکن تیری آواز ٹھیک نہیں ہے۔ تیری آواز میں خوف ہے، مایوسی ہے، یہ اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔

ستارہ: کس بات کی نشانیاں ہیں؟

باپ: کسی خاص بات کی نشانیاں نہیں ہیں۔ ہمارے استاد..... مستور خاں اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے..... بڑے بھولے آدمی تھے..... ہمیشہ صبح کے وقت ریاضت کراتے تھے۔ کہا کرتے تھے..... بے وقوف! صبح کے ریاض میں اللہ کا نور بھی شامل ہوتا رہتا ہے۔ پرندوں کی آوازیں بھی ہوتی ہیں، سورج کی کرنیں بھی ہوتی ہیں، تو نے صبح کیوں اٹھنا چھوڑ دیا ستارہ؟

ستارہ: رات کو میں سٹوڈیو سے پورے بارہ بجے لوٹی تھی۔

باپ: جب تجھے یقین ہو جائے ستارہ کہ..... کہ اب تو نے کافی کمایا ہے تو..... یہ بیک گراؤنڈ گانا چھوڑ دینا..... اچھا.....!

ستارہ: اباجی، کیا کبھی کسی شخص کو یہ یقین ہوا ہے کہ اس نے کافی کمایا ہے؟

باپ: ہاں، کچھ لوگوں کو ہو جاتا ہوگا۔ مجھے یقین ہے۔

ستارہ: آپ نے اباجی آپ نے مجھے اس لائن میں دھکیلا۔ یاد ہے ناں آپ کو..... آپ کو شوق تھا کہ میرے لانگ پلے بنیں، میرے ریکارڈوں کی رائٹلی ریڈیو سے آئے،

ٹیلی ویژن پر میرے پروگرام ہوں، ہر فلم میں میرے گانے ہوں۔

باپ: ہاں مجھے شوق تھا.....

ستارہ: پھر؟ دلدل میں انسان اپنی خوشی سے پھنس تو سکتا ہے، نکل نہیں سکتا۔

باپ: ہاں ہاں، سب میرا قصور ہے۔ میں نے تمہیں ترغیب دلائی..... تم نے صرف

موسیقی کے شوق میں اپنا گھر چھوڑا تھا۔ میں نے اپنی سوئی ہوئی خواہشوں کو تجھ میں پورا کرنا چاہا۔

ستارہ: اب میں جاؤں اباجی؟

باپ: بہت دنوں سے تو نے مجھے بتایا نہیں!

ستارہ: کیا اباجی؟

باپ: کیا خواب دیکھا تھا آج تو نے؟

(واپس آکر بیٹھی ہے۔)

ستارہ: سناؤں؟

باپ: ہاں سنا..... لیکن پہلے مجھے تان پورہ پکڑا دے..... شاباش.....!

ستارہ: اچھا جی۔

(ستارہ باپ کو تان پورہ دیتی ہے۔ پھر چھوٹی سی بن کر پاس بیٹھتی ہے۔)

ستارہ: رات اباجی میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سات منزلہ مکان

ہے اور میں اوپر کی منزل پر رہتی ہوں۔ اس منزل کی ساری دیواریں شیشے کی

ہیں۔ جب اوپر سے دیکھو تو سڑک پر جانے والی ٹریفک چھوٹی چھوٹی ماچسوں کی

آمد و رفت لگتی ہے۔

(اب ستارہ کا باپ تان پورہ کے سر چھیڑتا ہے اور آہستہ آہستہ آنس کی شکل میں

انہیں بجاتا رہتا ہے۔)

میں صوفے پر بیٹھی بالوں میں Curler لگا رہی تھی۔ اباجی خواب میں تو ایک

چھوٹا سا چوہا میری ڈریسنگ ٹیبل پر آگیا۔ وہ اس قدر ڈرا ہوا تھا، اس قدر معصوم

تھا، اس قدر بھولا بھالا تھا کہ میں محبت سے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھا سکی۔ وہ

کہنے لگا کہ..... کہ میں پناہ چاہتا ہوں..... میں نے اسے بتایا اباجی کہ میرا گھر شیشے کا ہے، اگر میرے گھر والوں نے اسے نہ بھی دیکھا تو دوسرے اسے دیکھ لیں گے اور وہ مارا جائے گا۔ پھر وہ میرے پرس میں گھس گیا..... جیسا خوابوں میں ہوتا ہے ناں..... آدمی خود ہی پانی ہوتا ہے، خود ہی پینے والا بن جاتا ہے، خود ہی ہرن کو شکار کرنے والا شکاری، اور خود ہی ہرن بھی ہوتا ہے۔ وہ چوہا بھی میں ہوں، پرس بھی میں ہوں، اٹھانے والی بھی میں ہوں، چھپانے والی بھی میں ہوں اور مار ڈالنے والی بھی میں ہی ہوں۔

(آنسو اس کی گالوں پر گررتے ہیں۔ ماسٹر راگ میں بیان نام کا دیا گاتا ہے)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(مائیکروفون ہاتھ میں لیے سکندر ایک فنکشن پر گارہا تھا۔ سامنے Audience بیٹھی ہے۔ اس میں ستارہ بھی لوگوں کے ساتھ موجود ہے۔ سکندر بہت لہک لہک کر گارہا ہے۔ اب اس میں بہت اعتماد پیدا ہو چکا ہے۔)

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور دن

(نہر کے کنارے سکندر اور ستارہ بیٹھے ہیں۔ دونوں کنکراٹھا اٹھا کر پانی میں پھینکتے ہیں۔)

کٹ

(ستارہ ایک لمبے صوبے پر بیٹھی ہے۔ قریب ہی صوفے سے پشت لگائے سکندر نیچے بیٹھا

سگریٹ پی رہا ہے۔ ستارہ کے ہاتھ میں کروٹیا ہے، جس سے وہ لیس بنا رہی ہے۔)

سکندر: آپ یہ ساری باتیں مذاق سمجھتی ہیں؟

ستارہ: نہیں!

سکندر: پھر آپ اس قدر لائق سے اس قدر ٹھنڈے پن سے یہ لیس کیسے بن سکتی ہیں؟

ستارہ: اس لیے سکندر کہ میں بہت چھوٹی تھی جب قسمت نے حالات نے زندگی نے

مجھے گہرے سمندر میں گرادیا۔ جب میں نے اپنا گھر چھوڑا میں سترہ سال کی تھی۔

اب میں 27 سال کی ہوں۔ میرے پیچھے دس سال کا طوفانی تجربہ ہے..... گانے

کا، محبت کا، زندگی کا، مایوسی کا، قیامت کا!

سکندر: آپ کو کسی کے جذبے کی اس لیے قدر نہیں کہ..... کہ آپ کو دن میں ان گنت

آنکھیں پرستش سے دیکھتی ہیں۔

ستارہ: کچھ لوگ اتنی تیزی سے جیتے ہیں کہ دس سال کے اندر اندر بالکل بوڑھے ہو

جاتے ہیں۔

سکندر: آپ مجھ پر ہنس رہی ہیں!

ستارہ: اگر تم مجھ جیسی زندگی بسر کرو گے تو تمہیں کے ہو کر ستر برس کے لگو گے۔

سکندر: آپ سن تو رہی ہیں..... لیکن آپ پر میری باتیں رجسٹر نہیں کر رہیں۔

ستارہ: سکندر! خدا کے لیے ایک بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم لوگ..... ہم آرٹسٹ

برادری..... ہم جو لوگ ہیں، ہمارے اندر صرف ایک پودا اگتا ہے..... تنہائی کا۔

ہم روز اسے کاٹتے ہیں اور ہر صبح یہ پہلے سے بھی زیادہ قد آور، پہلے سے بھی زیادہ

چھتنا راہن کر کھڑا ہوتا ہے۔

سکندر: صرف آپ آرٹسٹ نہیں ہیں، میں بھی ہوں۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) یقیناً تم آرٹسٹ ہو لیکن تم نے اپنوں کو تیاگ کر یہ راستہ

اختیار نہیں کیا تم نے اتنی بڑی قیمت ادا نہیں کی سکندر، ہم جیسے لوگ اپنے آپ کو بہلانے کی کوشش میں کئی جتن کرتے ہیں..... رسوائی کے ست رنگے گیند سے کھیلے ہیں، چرس پیتے ہیں، شراب اندر انڈلتے ہیں، جیسے لوگ ڈی ڈی ٹی ڈال کر اندر کے کیڑے مکوڑے ختم کرتے ہیں، ہم عشق کی پچکاری سے تنہائی کے پودے کو ختم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ پودا ہر سمت میں اگتا ہے اور اس کی نشوونما کبھی کم نہیں ہوتی۔

(اس کی ٹانگ ہلا کر سکندر کہتا ہے۔)

سکندر: آپ سوچ رہی ہیں کہ..... یہ آدمی..... شاید آپ کی شہرت اور دولت کی سیڑھی لگا کر اوپر چڑھنا چاہتا ہے۔

ستارہ: اگر سیڑھی لگا کر وہ بہت دور بھی نکل گیا سکندر..... تو اوپر سے ہر منظر ماچس کی ڈبیوں کی طرح چھوٹا اور غیر اہم ہو جائے گا۔

سکندر: (ہاتھ جوڑ کر) میری بات تو سنیں!

ستارہ: ہم لوگ بہت Shy ہوتے ہیں..... چلو ٹاپک بدلو..... آج ریکارڈنگ پر گئے تھے؟  
سکندر: نہیں۔

ستارہ: ابھی سے؟

سکندر: فائدہ!

ستارہ: کیوں؟

سکندر: آپ نے ساتھ جانے سے انکار کیوں کیا؟

ستارہ: اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں سیکھو گے؟

سکندر: (نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

ستارہ: سکندر! میں نے آج تک کسی کو اپنے اندر جھانکنے کی اجازت نہیں دی۔ میرے پاس کئی ماسک ہیں۔ میں دن میں کئی مرتبہ انہیں بدلتی ہوں۔ دیکھو، میری طرف دیکھو۔

سکندر: جی۔

(ان دونوں کو چھوڑ کر کیرہ کچھ لمحوں کے لیے ماسٹر کو تان پورا بجاتے دکھاتا ہے۔)

ستارہ: یہ بوڑھا آدمی جو مجھے درس موسیقی دیتا ہے، میرا باپ نہیں ہے۔  
سکندر: جی؟

ستارہ: یہ میرا سر ہے۔ تم کو میری قربت کا اس قدر شوق ہے تو تم کو اس آگ کے قریب بیٹھنے کی پوری سزا ملے گی۔ میں اپنے گھر سے موسیقی کے عشق میں نہیں نکلی تھی۔

سکندر: پھر؟

ستارہ: یہ لوگ ہمارے پڑوس میں رہتے تھے اور بدنام تھے..... کیونکہ ہمارے محلے میں پرانی تہذیب، پرانی قدروں کے لوگ رہتے تھے، لیکن میرے اندر تنہائی کا پودا ہر صبح پہلے سے زیادہ سرسبز ہو کر نکلتا تھا اس لیے میں ان کے گھر آنے جانے لگی۔  
سکندر: یہ واقعی عجیب بات ہے۔ ہر آرٹسٹ کی زندگی زالی ہوتی ہے۔

سو پراپوز

(ایک چھوٹے سے کمرے میں ستارہ بیٹھی ہے۔ اس کی چھوٹی ماں دوپٹہ کھول کر کندان کا ہار نکالتی ہے اور اس کے گلے میں ڈالتی ہے۔ آواز سو پراپوز کیجئے۔)

ستارہ: میری چھوٹی ماں نے مجھے چپ چپ بہت سمجھایا، لیکن جس رات میں گھر سے نکلی ہوں، اس روز اس نے مجھے منع نہیں کیا۔ سنو سکندر! استاد جی کے بیٹے نے زہر کھا لیا تھا اور اگر میں ہسپتال نہ پہنچتی تو شاید وہ مر جاتا۔

سکندر: اس کے بعد آپ واپس نہیں گئیں؟

(تارا دولہن بنی ہوئی ہے اس کے قریب فیروز دولہا کے روپ میں، صرف اس کا کلوز اپ آتا ہے آواز سو پراپوز کیجئے۔)

ستارہ: نہیں، اس کے بعد میں گھر واپس نہیں جاسکی۔ میں نے چھوٹی ماں کا دیا ہوا کندن کا ہار پہنا اور دولہن بن گئی..... تنہائی کا پودا پہلے پہل تو مرجھایا، اس پر پت جھڑ آئی، لیکن مرا نہیں، پھر تنہائی کے پودے میں کوئلیں آنے لگیں، اس کی ڈالیاں سیدھی ہو گئیں۔

(فیڈ آؤٹ دولہن۔)

آپ کو کچھ وقت مجھے بھی دینا ہو گا۔ میری بات بھی سنی ہو گی۔

سکندر:

سنیں گے، سنیں گے..... لیکن پہلے میں تمہیں بتاؤں گی کہ پھر کیا ہوا۔ میں گانے لگی۔ اباجی سے تعلیم حاصل کرنے لگی..... اب میرے سامنے فیصلہ تھا..... پتا نہیں انسان کو ہمیشہ کیوں فیصلے کرنے پڑتے ہیں!

ستار:

آپ کو کیا پتا فیصلے کیا چیز ہیں..... آپ کو کیا علم.....

سکندر:

پہلے زمانے میں فرض اور محبت میں جنگ ہوا کرتی تھی جو پلڑا بھی جیت جاتا، Self-respect باقی رہتی۔ اب جنگ ہمیشہ Ambition اور محبت میں ہوتی ہے..... اور ہمیشہ ترقی کامیابی Ambition جیت جاتی ہے اور جانتے ہو آج کے مارڈن آدمی کے لیے باقی کیا بچتا ہے..... Guilt، کچھتاوے، افسوس!

ستارہ:

آپ اتنی Morbid باتیں کیوں کرتی ہیں؟ آپ کو میں نے کبھی خوش نہیں دیکھا تارا۔

سکندر:

اس لیے کہ فیصلہ میں نے خود کیا ہے۔ میں چاہتی تو اپنے گھر کو جنت بنا سکتی تھی، لیکن میں نے Ambition کا راستہ چنا۔ میں نے گیت گائے، لانگ پلے بنوائے..... نام پیدا کیا، شہرت حاصل کی..... اور اس راستے پر..... جہاں نام ہو، دولت ہو کامیابی ہو..... آدمی کسی کا ہاتھ دیر تک پکڑے رہ نہیں سکتا۔

ستارہ:

(اب سکندر وار لنگی کے ساتھ اس کے پیروں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔)

لیکن اگر آپ میرا ہاتھ نہ پکڑیں گی تو میں آپ کا پاؤں قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔

سکندر:

تم نے اعتراف محبت کر کے سب کچھ Spoil کر دیا ہے سکندر..... کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اوس پر چلنے سے شبنم باقی نہیں رہتی..... پھولوں کو چھونے سے پولن جھڑ جاتا ہے۔

ستارہ:

آپ سنگ دل نہیں ہیں..... مجھے معلوم ہے!

سکندر:

میرا پاؤں چھوڑ دو سکندر..... کاش تم مجھے ساری عمر اسی کیفیت میں رہنے دیتے جس میں میں تمہیں ملنے کے بعد رہتی ہوں..... کاش تم نے مجھے ساری عمر اپنے

ستارہ:

آپ سے محبت کرنے دی ہوتی..... وہ محبت جو تمہاری سوتیلی ماں نہ کر سکی، جو تمہارا سگا بھائی تمہیں نہ دے سکا، جو تمہاری محبوبہ کے دل میں جاگی اور دروازے بند پا کر لوٹ گئی۔ کاش تم نے اعتراف محبت سے سب کچھ Spoil نہ کیا ہوتا! میں گونگی محبت سے نفرت کرتا ہوں۔ مجھے جیتی جاگتی محبت چاہیے۔

(ستارہ کی صرف آواز آتی ہے۔)

فیضان

(ستارہ کے ساتھ ایک معمولی سا آدمی صوفے پر بیٹھا ہے۔ یہ ستارہ کا شوہر ہے۔ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ستارہ پرس میں سے کچھ قم نکال کر اسے دیتی ہے وہ چھین لیتا ہے اور سارے پیسے نکال کر پرس اس پر دے مارتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ:

کاش تم نے محبت کو دور ویہ سڑک بنانے کی کوشش نہ کی ہوتی سکندر! جب کوئی شخص محبت کرتا ہے، کیے جاتا ہے، اور اس محبت کا بدلہ کبھی نہیں ملتا، تو تمام تر اندھیرے کے باوجود ایک قسم کی امید اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جب اعتراف محبت کی سڑک کو دور ویہ بناتا ہے تو امید کی جتنی بجھ کر توقع کا سپاہی چوک میں آن کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اپنی محبت اور چاہے جانے والے کی محبت کا مقابلہ ہونے لگتا ہے..... سیٹیاں بجتی ہیں، اشارے ملتے ہیں، امید صرف اتنی روشنی رکھتی ہے کہ راہ دکھائی دیتی رہے، توقع ایسا الاؤ سلگاتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ کاش تم نے اعتراف محبت سے سب کچھ Spoil نہ کیا ہوتا سکندر! کاش! سکندر انسان کسی بیمار آدمی کے ساتھ ساری عمر بیمار دار بن کر نہیں رہ سکتا..... میں ٹھیک نہیں ہوں سکندر! میں اپنے گھر جا نہیں سکتی..... اور یہ گھر میرا نہیں..... پھر.....

سکندر:

میں چلا جاؤں؟ میں چلا جاؤں بتائیے؟ مجھ پر آپ کے بہت احسان ہیں، میں آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ میں اتنی دور نکل جاؤں گا کہ پھر..... آپ کو مجھے دیکھنے کی تکلیف کبھی نہیں ہوگی۔

ستارہ:

بیٹھے رہو۔ (ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں میں کنگھی کرنے لگتی ہے) تمہیں کیا معلوم تم نے کیا کر دیا ہے.....



سکندر: آپ کو بھی معلوم نہیں آپ نے کیا کر دیا ہے۔

آواز سوپراپوز

(ستارہ سورہی ہے ساتھ والے تکیہ پر اس کا شوہر سو رہا ہے۔ وہ چپکے سے اٹھتا ہے، سر ہانے

سے پرس کو اٹھاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: جب میرا شوہر مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تو میرا خیال تھا کہ قیامت ٹوٹ

پڑے گی۔ لیکن اس شہرت نے، اس دولت نے، اس کامیابی نے تو مجھے ٹھیک سے

اس کا سوگ بھی منانے نہ دیا.....

سکندر: اب آج جو آپ سوگ منا رہی ہیں!

ستارہ: بتاؤں گی تمہیں، بہت کچھ بتاؤں گی لیکن آج نہیں۔

سکندر: ستارہ!

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) مجھ پر کچھ دنوں سے ایسی کیفیت طاری تھی سکندر کہ مجھے

ہوا کا جھونکا مار کر گرا سکتا تھا، تم نے اپنی پوری قوت کیوں لگائی۔ ظالم! ہم لوگ تو

خود اپنے دشمن ہوتے ہیں، پھر تم نے کیوں اعتراف محبت سے اپنا آپ میرا دشمن

کیا؟

(سکندر اور ستارہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے۔)

سکندر: ستارہ..... ستارہ! ہوش میں آؤ ستارہ!

ستارہ: عام محبت کے تعاقب میں اتنا کچھ ہوتا ہے، ہم تو پھر آرٹسٹ لوگ ہیں۔ ہمارے

پچھے تو خدا جانے کیسی کیسی آندھیاں چلتی ہیں.....؟ کیا کیا کچھ نہ ہو گا ہمارے

پچھے۔

(سکندر اسے محبت سے سینے کے ساتھ لگاتا ہے۔ عقب میں آواز O.Lap کیجئے:)

پیانا نام کا دیا جلا ہے ساری رات

## قسط 4

# کردار

ستارہ: بڑی مشہور گلوکارہ، بڑی اداس عورت۔

سکندر: مستقبل کی شہرت کی آرزو میں جینے والا۔

افتخار: خوبصورت خوب رویکٹر۔

باپ: اندھیروں میں سب کچھ دیکھنے والا۔

آپا: (راشدہ) سخت زبان مفاد پرست۔ جھلی۔

نگینہ: نوجوان لڑکی۔ ایکٹرس صفت۔

عاصم: باتوں کا دھنی، محنت نہ کرنے والا۔

میوزک ڈائریکٹر: (یہ فیضی نہیں بلکہ ایک نیا آدمی ہے۔)

ڈائریکٹر ہارون: (یہ ظہیر نہیں ہے بلکہ ایک موٹا بھدا اینکوڈ ڈائریکٹر ہے۔)

خاتون:

(یہ سین بڑی احتیاط کے ساتھ بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس میں فلمی دنیا کا گلیمر اور عام زندگیوں پر اس کا اثر واضح ہونا چاہیے۔ ستارہ 'افتخار' سکندر، 'عاشی' اور کچھ گلیمرس لوگ جنہیں فلمی ستارے لگنا چاہیے، کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ اس کی شوٹنگ جناح باغ میں کی جاسکتی ہے، جہاں عموماً میچ ہوا کرتے ہیں۔ ایڈیٹنگ کے وقت اس شوٹنگ کے کٹے ہوئے حصے کے ساتھ کسی کرکٹ میچ کے ایسے حصے انسٹ کیے جائیں جن سے ظاہر ہو کہ پبلک اس میچ کو دیکھ رہی ہے اور خوب شور و غوغا مچا ہوا ہے۔ 'افتخار' سکندر اور ستارہ پیش پیش رہیں۔ 'عاشی' بھی کلوڈ اپ میں دکھائی جائے۔ ستارہ نے سادہ شلوار قمیص پہن رکھی ہے۔ اور سر پر کرکٹ کی ٹوپی ہے۔ اسے سکندر اپنے اوور میں کلین بولڈ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ میدان سے جاتی ہے، اور اس کی جگہ 'عاشی' بیٹنگ کے لیے آتی ہے۔ سکندر 'عاشی' کو بال کراتا ہے۔ 'عاشی' زور سے ہٹ مارتی ہے۔ سارا کورٹ ناظرین کی آوازوں سے گونجتا ہے۔)

## کٹ

(ستارہ کے پلنگ پر اخبار پڑا ہے۔ اس پر موٹی موٹی سرخی لگی ہے "فلمی دنیا کا کرکٹ میچ" سکندر نے پہلے ہی اوور میں ستارہ کو کلین بولڈ کر دیا۔ "اخبار پر ستارہ، سکندر، 'عاشی' اور 'افتخار' کی تصویریں لگی ہیں۔ اخبار کو بالکل کھلا ہونا چاہیے، جیسے یہ سنڈے ایڈیشن کا درمیان والا صفحہ ہو اور بے شمار تصویریں اور خبریں اسی فلمی کرکٹ میچ کی اس صفحے پر کور کی گئی ہوں۔ آپ بچہ اٹھائے اندر آتی ہے۔ غسل خانے کے دروازے تک جاتی ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتی ہے، پھر دروازے کے ساتھ منہ لگا کر کہتی ہے۔)

ستارہ: ابی بی سٹوڈیو سے آدمی آئے ہیں۔

(اندر سے) آئی آئی آئی..... آرہی ہوں۔

(اب آپا اخبار تک آتی ہے۔ خبریں دیکھتی ہے، پھر اخبار اٹھا کر ساتھ لے جاتی ہے۔)

## کٹ

(فلمی دنیا کا ایک ڈنر، عاشی اور افتخار بھی موجود ہیں۔ سکندر اور ستارہ ساتھ ساتھ ہیں۔

باقی لوگ بھی کھانا ڈالنے میں مشغول ہیں۔ دو چھوٹی سی لڑکیاں اپنی آؤگراف لے کر آتی

ہیں اور ستارہ کے سامنے کرتی ہیں۔ ستارہ اپنی پلیٹ رکھ کر)

ستارہ: بھئی بچو! کھانا تو کھالینے دیتے؟

ایک لڑکی: سوری جی! اب آپ سائن کر ہی دیجئے۔

(سائن کرتی ہے)

دوسری لڑکی: میرے بھی جی!

ستارہ: (مسکرا کر یہ آؤگراف لیتی ہے) لائیے جناب!

(سائن کرتی ہے)

دونوں لڑکیاں: تھینک یو میڈم۔

ستارہ: اور ان کے سائن نہیں کروانے، سکندر صاحب کے؟

پہلی لڑکی: ہاں جی، ضرور۔

ستارہ: ان کے گانے سنے ہیں ناریڈیو پر؟

دوسری لڑکی: یہ ایکٹ کرتے ہیں؟

ستارہ: نہیں بھئی، میری طرح کرتے ہیں، بیک گراؤنڈ سنگر، دو گانا تو ان کا ہٹ ہو گیا ہے۔

رنگ نہ دیکھے پیار کے سارا جیون ہار کے

پہلی لڑکی: جی پلیز سائن کر دیں۔

سکندر: میرا گانا نہیں، آپ کا گانا ہوا ہے۔ (ستارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

دوسری لڑکی: میرے بھی سائن کر دیجئے۔

(سکندر پہلی آؤگراف کے صفحے کو الٹ پلٹ کرتا ہے، لیکن اس نے دستخط نہیں کیے۔)

ستارہ: جس صفحے پر میں نے سائن کیا ہے، اس کے سامنے سائن کرو۔

سکندر: (محبت سے اسے دیکھ کر) یہاں تو کسی بڑے آرٹسٹ کو سائن کرنا چاہیے۔